بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئینِ کرام حضرات وخواتین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

() آپ نے اس سے پہلے دارالعلوم کراچی کی طرف سے فجرِ صادق کے ۱۸ ڈگری کے اوقات پر عمل نہ کئے جانے کے متعلق حضرت مولانا شوکت علی صاحب حفظہ اللہ کی طرف سے ارسال کردہ دو فتاویٰ ومضامین پڑھے (ملاحظہ فرمائیں؛

(۱) پاکستان اور دارالعلوم کراچی (مفتی شفیع صاحبؒ) میں نیز جامعۃ الرّشید (مفتی رشید لدھیانویؒ) میں ۱۸ ڈگری کے اوقات پر عمل نہیں ہوتا (دوسرا ایک تازہ وتفصیلی فتویٰ)

(۲) دارالعلوم کراچی کا فتویٰ؛ دارالعلوم کراچی کا 15 زیرِ افق پر صبح ہونے کا فتویٰ

(۳) Fajar and Isha times do not follow 18 Degree in Pakistan too!!!

() مگر رمضان ۱۴۳۲ھ شروع ہونے پر بعضوں کی طرف سے اہلِ علم کو یہ کہہ کر قائل کرنے کوشش کی گئی کہ یہ بات غلط ہے اور دلیلاً دارالعلوم کراچی کے نام سے رمضان ۱۴۳۲ھ کا ٹائم ٹیبل بھیروانہ کیا!

() تو ہم نے امانۃً ودیانۃً مولانا موصوف سے ٹائم ٹیبل بھیجتے ہوئے دوبارہ دریافت کیا جس پر موصوف نے ذیل کی وضاحتی تحریر روانہ فرمائی!

() جس میں آپ نے دو باتیں واضح فرمائی ہیں؛ (الف) جس ٹائم ٹیبل کو روانہ کیا گیا ہے یہ ٹائم ٹیبل دارالعلوم کا خود کا نہیں ہے بلکہ کسی اور نے شائع کیا ہے **کلک کرکے ملاحظہ فرمائیں** (ب) دوسری بات یہ لکھی کہ ’’دارالعلوم کراچی کے نام پر ایک طرف فجر کی ابتداء کا دعویٰ تو ۱۸ ڈگری کے وقت کے مطابق ہونے کا کیا جاتا ہے مگر برسہا برس سے ان کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ احتیاط کے نام پر ۱۵ ڈگری کے وقت پر فجر کی اذان کا کہتے چلے آئے ہیں اس سے پہلے نہیں! (ج) تو صاف صاف کیوں نہیں کہا جاتا کہ ۱۸ صبحِ کاذب کا وقت ہے اور ۱۵ صبحِ صادق کا! اور بھی بہت سی باتیں بدلائل ضمناً لکھی گئی ہیں جو ذیل میں قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے؛

Read next Pages

محترم مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ناظم حزب العلماء یوکے

ہم نے مولانا مکرم شاہ طوفانی صاحب کی طرف سے دارالعلوم کراچی کا جوفتویٰ ارسال کیا تھا۔اس میں احتیاط پر مبنی پہلو کی وضاحت کر کے جامعۃ الرشید کے مفتیان کرام نے دارالعلوم کراچی کا مسلک یہ ذکر کیا تھا۔کہ حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کے وقت سے آج تک دارالعلوم کا اسی پر عمل جاری اور ساری ہے۔،یعنی انتہاء سحر 18 پر جبکہ اذان فجر 15 پر۔اوراس پر باقاعدہ جامعۃ الرشید کے مہر اور مفتیان کرام کے دستخط موجود ہیں۔اور اسے آپ حضرات نے اپنی ویب سائٹ میں لگا دیا ہے۔

دارلعلوم کراچی میں اگر عرصہ دراز سے احتیاط کو مدنظر رکھ کر اسی فتوے کے مطابق عمل ہو رہا ہے اور باقی مسلمانوں کو یہی حکم دے رہا ہے تو یہ ایک خوش آیند بات ہے،اس پر کسی کو ناراضگی کیا ضرورت ہے؟ سلیم الطبع لوگ تو ایسی صورت پر فوراً مطمئن ہو کر خوش ہو جاتے ہیں۔کیونکہ اس میں ایک طرف تو اتفاقی صورت پیدا ہوتی ہے تو دوسری طرف دونوں عبادات (روزہ اور نماز) کی حفاظت بھی ہے۔اور کسی بھی نقشے کی ترتیب میں اولین مقصد یہ شامل ہوتا ہے،ورنہ محض چارٹ بنانا کون سی اسلامی خدمت ہے؟ نقشہ جات مرتب کر کے اوقات کی نگرانی کا مقصد ہی تو یہ ہوتا ہے کہ روزہ نماز کے اوقات معلوم ہو کر نقصان سے بچایا جا سکے،اور یہی دونوں جانب کے نقشوں کے مرتبین کا بنیادی مقصد ہے۔چنانچہ ہم نے اسی فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے اس طریقہ کار کی تائید کی تھی مگر اس شرط کے ساتھ کہ 18 درجے والے اس کو عملی طور پر یقینی بنائے،تاکہ اصل مقصود حاصل ہو جائے مگر بدقسمتی سے ایسی کوئی صورت ان حضرات سے نہ بن سکی جس میں 18 درجے پر سحری تو بند ہو مگر 15 درجے سے پہلے اذان دینے اور بالخصوص نماز پڑھنے کا بھی سد باب یقینی ہو۔

ناراض گروپ کی شرعی ذمہ داری اور اخلاقی جرأت کا تقاضاء

اب اگر کسی کو اس پر ناراضگی ہے اور اسے جھوٹ پر مبنی اشاعت قرار دیتا ہے تو اس کا فرض یہ بنتا ہے کہ جامعۃ الرشید کے ذمہ دار مفتیان سے باز پرس کرے کیونکہ یہ بات دراصل وہ کہہ رہے ہیں ہم اور آپ تو اسے منتقل کرنے والے ہیں ہم اگر اسے نہ بتائیں تو کوئی اور یہ انکشاف کر سکتا ہے ۔ہونا تو بہر حال اسی طرح ہی تھا کہ کسی بھی تیسرے شخص کے ذریعے اس فتوے نے ''ناراض گروپ'' کے ہاتھ لگنا تھا۔اگر یہ کسی نامعلوم ایجنسی کے وساطت سے ان ناراض ساتھیوں کو ملتا تو اس وقت ان کا ردعمل کیا ہوتا؟ اب بھی ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ سب سے پہلے اسی فتوے کا نقل اٹھا کر دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء میں اس کی تصدیق کرادیں۔پھر احتیاط پر مبنی اس فتوے اور حضرت شیخ السلام صاحب مدظلہم کے موقف میں تضاد کی وضاحت انہی سے مانگیں۔جو جواب ملے گا تو اپنی ناراضگی کا اظہار بھی وہاں فرمادیں۔اسی طرح کرنے پر ہم بھی سمجھ جائیں گے کہ یہ حضرات شرعی تقاضوں کا لحاظ کرتے ہوئے اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔لہذا ہم اور آپ کسی طرح بھی اس پر مورد ملامت نہیں قرار دئے جا سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں بے جا الزامات سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ محققین کا طرہ امتیاز یہ ہوتا ہے کہ جو بات کرتے ہیں دلیل کے ساتھ کرتے ہیں محض

الزام لگانا یا سنی سنائی باتوں کو پھیلانا یا اپنے نظریے کی بنیاد پر ہراس بات کو رد کرنا جو اس سے متصادم ہو، خواہ مخواہ اختلاف وتفرقہ کو ہوا دینا جیسی عادات سے اہل حق کا دامن بالکل صاف ہوتا ہے۔ ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ جدید مسائل میں اختلافات کی صورت میں فریقین یا اختلافی موقف کے دونوں جانب دلائل پر غور کرتے ہیں، پھر دونوں کے استدلال اور قوت دلیل کو مدنظر رکھ کر ایک رائے اختیار کرتے ہیں۔ مگر اپنے موقف کو بلا موقع ومحل عوامی انتشار وفرقہ واریت کا باعث کبھی نہیں بننے دیتے۔ اب مذکورہ بالا فتوے کے جواب میں ناراض گروپ کا خواہ مخواہ انکار کر کے ای میلز میں دارالعلوم کا حوالہ دے کر سحری وافطار کا نقشہ شائع کرنا اور احتیاط کے اس فتوے کو سراسر جھوٹ قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟ باوجود اس کے کہ یہ نقشہ دارالعلوم کراچی سے شائع بھی نہیں ہوا بلکہ کسی نے انہی کی طرف منسوب کر کے بنا دیا۔ احتیاط کے اس فتوے کی اتنی شدید مخالفت جیسے رویے سے تو یہ آثار نظر آتے ہیں کہ یہ لوگ امت مرحومہ کے اتفاق پر خوش ہی نہیں ہیں، بلکہ چاہتے ہیں کہ اس معاشرے میں اختلاف کی آگ ہر وقت لگی رہے۔

کسی کے نزدیک اگر واقعی انتہاءِ سحری 18 درجے پر واقع ہوتی ہے، چلو تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں کہ اس میں روزہ کی حفاظت کی اتفاقی صورت پائی جاتی ہے مگر کیا نماز فجر جو کہ پورا سال برابر کا فرض ہے، کی متفق علیہ صورت یہ نہیں ہے کہ اسے 15 درجے پر جائز مان لی جائے؟ جب واقعی نماز فجر کے حوالے سے اتفاقی صورت 15 درجے ہی ہے تو پھر کسی ادارے سے یہی ہدایات جاری دیکھ اس پر ایک شخص نالاں کیوں ہو جاتا ہے؟ ہاں وہ شخص ایسا کر سکتا ہے جس کا حفاظت صلوٰۃ سے سروکار تو کوئی نہ ہو البتہ محض ’’نظریہ 18‘‘ کی حفاظت اس کے ہاں بہت اہمیت رکھتی ہو۔ اللہ کریم ہم سب کو ایسی عادت سے بچائے جو اختلاف اور آپس میں منافرت کا باعث بن رہی ہو، اور ایسے عمل کی توفیق عطا فرمائے، جس سے اسلامی معاشرے میں اتفاق واتحاد، پیار محبت، اور پر امن ماحول پروان چڑھے۔

ہم کیا کہتے ہیں؟

مگر اس کے باوجود ہم قائلین 18 والوں (مثلاً دارالعلوم کراچی کی طرف سے فتویٰ) کے اس طریقہ کار کو درست نہیں سمجھ رہے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ احتیاط پر مبنی فتوے کا عملی طور پر کوئی فائدہ ہی نہیں ہے، جب تک یہ حضرات باقاعدہ طور پر 15 پر مبنی نقشہ مرتب کر کے شائع نہ کریں۔ ہم نے تقریباً ایک سال پہلے ہی ایک تحریر میں احتیاط پر مبنی اس فتوے پر مختصرا تبصرہ کر کے شائع کیا تھا جسے الگ طور پر ساتھ منسلک کر کے خدمت میں ارسال کیا جاتا ہے۔ اور یہاں بھی اس کی عبارت (بلفظہ) نقل کیا جاتا ہے: ملاحظہ فرمائیں:

اہل علم اور ذمہ دار حضرات کی خدمت میں

(دارلعلوم کراچی کے فتوے کے حوالے سے)

آج کل موبائل پر پے در پے یہ پیغامات (SMS) آ رہے ہیں کہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ ہے کہ احتیاط کے پیش نظر روزہ ۱۸ درجے پر بند کیا جائے اور اذان فجر ۱۵ درجے پر دی جائے۔ اور یہاں اسی پر عمل ہو رہا ہے.......

....(فتویٰ نمبر 1/830)

بہت اچھی بات ہے کہ اس میں دونوں عبادات کی صحت وادائیگی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اور اسی پر ہم سب کو عمل کرنا بہتر ہے، مگر سوال یہ ہے کہ یہ پیغامات آج (یعنی قبل رمضان) کیوں بھیجے جا رہے ہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ اس

فتوے کی ضرورت ۱۸ درجے والوں کو کیوں پڑی ہے؟

درحقیقت: درحقیقت یہ فتوی اگر ۱۵ درجے والے حضرات بار بار نشر کریں تو یہ انداز کچھ وزن رکھتا ہے کہ ان کے نزدیک سال کے پورے ۱۲ مہینوں میں لوگ نماز درست پڑھتے ہیں، اب چونکہ رمضان آ گیا تو احتیاطاً (۱۵ درجے کے وقت سے) روزہ پہلے اگر بند کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ہونا چاہیئے۔ قائلین ۱۵ درجے کی طرف سے تو اس تشریح کے ساتھ اس فتوے کا رمضان کے مہینے کی آمد میں نشر کرنا بالکل سمجھ میں آتا ہے۔ مگر ۱۸ درجے والوں کی طرف سے اس کا نشر کرنا رمضان کے مہینے میں سمجھ سے بالاتر ہے۔ وہ کیوں؟

(۱) وہ اس لئے کہ جب انہوں نے نقشے بنائے ہی ۱۸ درجے پر ہیں، ان کے نقشوں میں اختتام سحری لکھا ہی ۱۸ درجے کے مطابق ہے تو ظاہر ہے کہ لوگ اسے دیکھ کر اسی وقت روزہ بند کریں گے۔ تو یہ بات (کہ روزہ ۱۸ درجے کے مطابق بند ہو) نقشے کے اوقات میں تو لکھی ہوئی ہے۔ لہٰذا ۱۸ درجے کے مطابق بنے ہوئے نقشے کی موجودگی میں روزے کے حوالے سے ان حضرات کا فتوی کی صورت میں الگ ترغیب دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

(۲) جبکہ نماز کے حوالے سے بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے کہ یہ تو درست ہے کہ اگر صبح کی نماز ۱۵ درجے کے مطابق پڑھی جائے تو بالاتفاق نماز درست ہو جائے گی، مگر نماز کی درستگی کی ضرورت صرف رمضان میں ہی کیوں پیش آ گئی؟ اگر ۱۸ درجے والے حضرات نماز فجر کی درستگی کے لئے اس فتوے کی نشر و اشاعت میں واقعی سنجیدہ ہیں تو اس مقصد کے لئے ہمارے پاس مندرجہ ذیل تجویز پر عمل کارگر ہو سکتا ہے، وہ یہ کہ:

<u>''جو چیز عام ہے یعنی پورا سال تو اسے نقل واندراج میں بھی عام ہی رکھی جائے اور جو چیز خاص یا مؤقت ہے تو اسے بھی خاص یا مؤقت ہی رکھی جائے''</u>

مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے علماء اور بزرگان دین کی مجالس وتقاریر میں اصلاحِ نفس اور اعمال صالحہ وغیرہ کی باتیں سالہا سال ہوتی رہتی ہیں اسی وعظ ونصیحت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی ضرورت پورا سال برابر رہتی ہے مگر جب خاص مواقع مثلاً رمضان المبارک، عیدین اور قربانی وحج وغیرہ کے ایام آتے ہیں تو ان حضرات کے بیانات وتقاریر کا رُخ انہی موضوعات کی طرف پھر جاتا ہے، کیونکہ ان کی ضرورت ابھی آ گئی۔ اور جب وہ ایام وحالات گزر جاتے ہیں تو موضوعِ سخن پھر تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب اگر کسی اور خاص موضوع کے حالات ہیں تو ٹھیک ورنہ عام اصلاحی بیانات کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان خاص اعمال کے بارے میں تعلیم وتعلم بغیر ان ایام کے درست نہیں، مطلب یہ ہے کہ جب عوام الناس کی راہنمائی کے لئے کوئی بارآور کام کرنا مقصود ہو تو زیادہ مناسب اور بہتر طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے سامنے ضرورت کے پیش نظر بات رکھی جائے۔ اور ہمیشہ سے یہی طریقہ چل رہا ہے۔

اس بنا پر اگر دیکھا جائے کہ نماز جو کہ سال کے ۱۲ مہینوں میں یکساں طور پر اپنے وقت میں پڑھنا ضروری ہے،

اور اگر قائلین ۱۸ درجے کے نزدیک بھی صبح کی نماز ۱۵ درجے کے مطابق (بنابر احتیاط) پڑھنا ضروری ہے ،جیسا کہ فتویٰ سے ظاہر ہے،تو پھر اسے عمومی طور پر مستقل نقشوں میں درج کرنا چاہیئے ، بالفاظ دیگر باقاعدہ طور پر نقشہ ۱۵ درجے کی بنیاد پر مرتب کیا جائے ،اور ساتھ ایک نوٹ تحریر کیا جائے کہ اذان فجر سے ۱۵،۲۰ منٹ (جتنا بھی کسی علاقے کا فرق ہوا اتنا) پہلے روزہ بند کر دیا جائے ،یا جیسا بھی یہ یاد دہانی مناسب ہو نقشے میں اسے مستقل جگہ دی جائے ۔علاوہ ازیں یہ نقشہ باقاعدہ طور پر دارالعلوم کراچی کی جانب سے مصدقہ شائع کیا جائے ۔لہٰذا فتویٰ کی تشہیر اتنی ضروری اور کارآمد نہیں جتنا کہ اس طور پر نقشے کی اشاعت، میں سمجھتا ہوں کہ فتوے کی تشہیر کی کوئی چنداں ضرورت نہیں بشرط یہ کہ اس طرح نقشہ دارالعلوم کے نام سے مصدقہ شائع کیا جاسکے ۔کیا پورے سال صبح کی نماز کی صحت کو یقینی بنانے کے لئے احتیاط کی صورت اس کے علاوہ اور ہو سکتی ہے؟

موجودہ احتیاط : اس کے برعکس احتیاط کی موجودہ صورت کہ نقشے میں صبح یا اذان فجر جیسے عنوانات کے تحت تو ۱۸ درجے کا وقت درج ہو اور فتویٰ الگ طور پر شائع کیا گیا ہو چنانچہ کسی کو نقشہ ملا، کسی کو دونوں ملے، پھر کسی نے فتویٰ محض احتیاط ہی کی حد تک سمجھا اور اصل وقت صبح کی نماز وغیرہ کا وہی سمجھا جو نقشے میں مصدقہ درج ہے کسی نے فتویٰ احتیاط کو عمل میں لایا تو اختلاف پیدا ہو گیا وغیرہ وغیرہ ۔چنانچہ اس طریقہ کار سے روزے اور نماز دونوں کے لئے کبھی بھی احتیاطی صورت نہیں نکلتی ،جس سے موجودہ خلفشار ختم ہو۔سوال یہ ہے کہ دارالعلوم کراچی میں جب بمطابق فتویٰ (۱۵ درجے پر) عمل ہو رہا ہے ،تو پھر اسی کے مطابق باقاعدہ نقشہ کیوں نہیں سامنے آتا جس میں روزے کے لئے بے شک احتیاطی صورت جس طرح بھی مناسب ہو دی گئی ہو؟

احقر

شوکت علی قاسمی

محلّہ شمشہ خیل صوابی

02-08-2010 0321-9890583

نتیجہ:

جب اوقاتِ نماز کا نقشہ 18 درجے کی بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے اور احتیاط کا مشورہ الگ دیا جاتا ہے تو اس کا نتیجہ ہم نے تو مذکورہ بالا تبصرے میں یہ لکھا ہے کہ عام مسلمانوں کو کافی پریشانی ہوگی ،اور اس کے نتیجے میں کوئی شخص اسی فتوے کے مطابق عمل کرنے کا قابل نہیں رہے گا۔مگر ابھی تازہ ترین ایک واقعہ عرض کرنا چاہوں گا کہ احتیاطی فتوے کا فائدہ بھی کوئی ہے یا ہم نے جو تبصرہ میں لکھا تھا وہی نتیجہ سامنے آتا ہے۔

اسی 2011ء کے رمضان میں بتاریخ 4 اگست 2911ء کو راقم اپنے ایک بیمار رشتہ دار کی خدمت کی غرض سے پشاور کے لیڈی ریڈنگ ہسپتال (L.R.H) میں موجود تھا۔سحری سے فارغ ہو کر وہاں بالا حصار گیٹ پر "گول مسجد" میں نمازِ فجر کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ جونہی 4 بج کر 5 منٹ پر گھڑی کی سوئی پہنچی تو امام صاحب آگے بڑھ کر مصلے پر تشریف لے

گئے اور پیچھے صفیں بن کر تکبیر ہوئی اور جماعت شروع ہوگئی۔ حالانکہ اس دن 15 درجے کے مطابق اذان فجر کا ٹائم: 4 بج کر 12 منٹ تھا، جبکہ 18 درجے کے مطابق انتہاء سحر کا ٹائم: 3 بج کر 54 منٹ تھا۔

اب احتیاط کے فتوے کو دیکھا جائے تو قائلین 18 والے اپنے پیروکاروں کو کہاں تک اس قابل بنا سکتے ہیں کہ ان کی نمازیں خطرے سے بچ جائیں۔ جب کہ اس کے برعکس راقم 15 پر عمل اختیار کرنے کے باوجود 3 بج کر 40 منٹ پر سحری سے فارغ ہوکر مسجد میں موجود تھا، بلکہ مسجد لوگوں سے تقریباً 40 فیصد بھری ہوئی تھی۔ حالانکہ پیش امام سمیت ان لوگوں کو احتیاط کی کسی صورت یا فتوے کا ہرگز علم نہیں تھا۔ مگر اس کے باوجود 50 فیصد لوگ سحری سے فارغ ہوکر اپنے روزے بند کر چکے تھے۔

اب تجزیہ کیا جائے تو ان عوام کا روزہ تو دونوں اقوال کی رو سے جائز اور درست ٹھہرا مگر نماز 15 درجے کی رو سے کسی کی بھی درست نہ ہوئی۔ اب یہاں فکر کی بات یہ ہے کہ نماز کس طرح دونوں اقوال کی رو سے 100 فیصد درست ہو جائے؟ اس کی صرف ایک ہی صورت رہ جاتی ہے کہ اوقات نماز کا باقاعدہ نقشہ 15 درجے کے مطابق بنایا جائے، تو اس سے پورے سال کی نمازیں تو 100 فیصد درست ہو جائیں گی۔ رہ گیا روزہ تو اس کے لئے ''صورتِ احتیاط'' کی اشاعت سے (بنابر 18 درجے) روزے کی حفاظت بھی ممکن ہے، کیونکہ 50 فیصد لوگ تو ویسے ہی سحری جلدی ختم کرتے ہیں۔ ان پر تو 15 یا 18 کا اختلاف اثر انداز ہی نہیں ہے۔ اصل مسئلہ فرض نماز کا ہے جو سال کے 12 مہینے برابر کا فرض ہے۔۔۔ لہٰذا قائلین 18 درجے والے حضرات جب تک اوقات نماز کا باقاعدہ نقشہ 15 درجے مطابق نہیں بناتے اس وقت تک ان کی طرف سے نمازوں کی خاطر ''احتیاط'' کا فتویٰ (کہ اذان فجر 15 درجے کے مطابق ہو) جاری کرنا کوئی معتد بہ فائدے والا کام نہیں کہلایا جا سکتا۔

احقر شوکت علی قاسمی، صوابی

12 اگست، 2011ء

☆☆☆☆☆☆☆